اس دور میں واقعہ کربلا پیش آیا اس زمانے کے لوگوں نے اس کو بھی کفر و اسلام کی آویزش کے رنگ میں نہیں دکھایا بلکہ اس کو ایک افسوسناک حادثہ کی حیثیت دی۔ اس حیثیت کے تعین کرنے والوں میں بڑے جلیل القدر صحابہ شامل تھے۔

حضرت حسینؓ اور یزید کا آپس میں کوئی تقابل نہیں۔ ہمیں حضرت حسینؓ کی عزت و حرمت کا پاس زیادہ ہے۔ اس لحاظ سے یزید اُن کی خاک پا بھی نہیں۔ حضرت حسینؓ صحابی ہیں (گو ان کا شمار صغار صحابہ میں ہے کہ وصال نبی اکرمؐ کے وقت ان کی عمر فقط تین سال تھی) اور یزید تابعی۔ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کے بعد صحابہ کرامؓ افضل الخلائق ہیں۔ اگر دنیا کے سارے اولیاء کرام بھی اکٹھے ہو جائیں تو وہ ایک ادنیٰ سے صحابیؓ کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ قرآن مجید کا فیصلہ ہے کہ صحابہؓ کے ایمان جیسا کامل ایمان کسی کا نہیں ہو سکتا (سورۃ البقرہ، آیت ۱۳۷)۔ صحابہؓ سب کے سب بالفاظ حدیث "نجوم" (ستاروں) کی مانند ہیں۔ اہل سنت والجماعت نے اصحاب نبیؐ کو ان کے مرتبوں کے ساتھ ساتھ عادل اور راست باز بلا تفریق مانا ہے اور یزید کو منصب خلافت کے لیے ولی عہد نامزد کرنے والے اور اس کی بیعت کرنے والے یہی حضرات تھے جن کی راست بازی اور فرض شناسی پر ذرا برابر بھی شک نہیں کیا جا سکتا۔ کاش سادہ دل عوام اور جذبات زدہ خواص اسے سمجھیں!

نبی اکرمؐ نے فرمایا: "اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے معاملہ میں۔ میرے بعد ان کو طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بناؤ کیونکہ جس نے ان سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو مجھ سے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا اور جس نے ان کو ایذاء پہنچائی اس نے مجھے ایذا پہنچائی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا پہنچائی اور جو اللہ کو ایذا پہنچانا چاہے تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو عذاب میں پکڑ لے۔" (ترمذی)۔

ایک اور حدیث پاک "ما انا علیه و اصحابی" میں آنحضرتﷺ نے اپنی اور صحابہؓ کی اتباع کو ہی راہ نجات بیان فرمایا ہے۔

ایک تیسری حدیث میں حضورؐ نے ارشاد فرمایا "میری اُمت میں میرے اصحاب کی وہی حیثیت ہے جو نمک کی کھانے میں ہے کہ بغیر نمک کا کھانا پسندیدہ نہیں ہوتا" (مشکوۃ شریف)
مطلب یہ ہے جس طرح عمدہ سے عمدہ تر کھانا بغیر نمک کے پھیکا اور بے مزہ ہوتا ہے۔ بعینہ یہی حال اُمت کا ہے کہ اس کی ساری صلاح و فلاح اور اس کا تمام تر شرف و مجد صحابہؓ کی مقدس جماعت کا مرہون احسان ہے۔ اگر اس جماعت کو درمیان سے الگ کر دیا جائے تو اُمت کے سارے محاسن و فضائل بے حیثیت اور غیر معتبر ہو جائیں گے۔

الحاصل اس حدیث میں واضح اشارہ ہے کہ اُمت مسلمہ کے دین کی صحت و درستگی کے لیے حضرات صحابہؓ کے اقوال و اعمال حجت و سند اور معیار کا درجہ رکھتے ہیں۔

صحابہؓ کے متعلق قرآن مجید (سورۃ التوبہ، آیت ۱۰۰) میں یہ اعلان کر دیا گیا ہے کہ اللہ ان سب سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہیں اور ان کے لئے جنت کا مقام دوام ہے۔ اب اس قرآنی خوشخبری کے برعکس تاریخ کی روایتیں یہ خبر دیں کہ صحابہؓ کے ایمان و اخلاص، دیانت و عدالت میں کوئی رخنہ ہے تو یہ روایتیں ساقط الاعتبار ہوں گی۔ انہیں کسی طرح بھی تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ الغرض جس اُمتی کے دل میں نبی کریمؐ کی ادنیٰ درجہ کی محبت بھی ہوگی، وہ اصحاب رسولؐ کی شان میں لب کشائی کی جرأت نہیں کر سکتا۔

یزید کو بُرا بھلا کہنا دراصل صحابہ کرامؓ کو بُرا بھلا کہنے کے مترادف ہے (اور یہی دشمنان صحابہؓ کی چال اور مقصد ہے) کیونکہ صحابہ کرامؓ و اکابر اُمت کے ایماء پر ہی یزید کو خلیفہ نامزد کیا گیا تھا ورنہ نہ امیر معاویہؓ کے دل میں خواہش تھی کہ اُن کے بعد اُن کا بیٹا جانشین بنے اور نہ ہی ایسا خیال کبھی یزید کو آیا تھا۔ یزید کا خلیفہ کے طور پر انتخاب درحقیقت اُس کی اہلیت اور جہاد قسطنطنیہ میں اعلیٰ کارکردگی کی بنیاد پر تھا اور اس میں صحابہ کرامؓ کا مشورہ شامل تھا اور پوری اُمت مسلمہ نے اُن کو خلیفہ تسلیم کیا اور کبھی ان کے خلاف علم بغاوت بلند نہیں کیا۔ دراصل واقعہ حرہ (یعنی "اہل مدینہ پر یزید کے مظالم کی داستان") بھی واقعہ کربلا کی طرح جھوٹ کا پلندہ ہے اور یزید کو بدنام کرنے اور مسلمانوں کو اُن سے متنفر کرنے کے لیے سبائی ذہن رکھنے والوں نے گھڑا ہے لیکن یزید کا دامن ان تمام خرافات سے پاک ہے جو کہ اُن سے منسوب کی جاتی ہیں!

☆☆☆ نبی اکرمﷺ کے ارشاد کے مطابق اُمت کا سب سے اچھا زمانہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرامؓ کا ہے۔ پھر تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ ہے۔ (بخاری)
ان تینوں ادوار میں مسلمانوں کی ملی وحدت قائم رہی اور وہ قرآن و سنت کے احکام پر متواتر عمل کرتے رہے۔

یزید کے دور حکومت (جو کہ تابعین کے زمانے میں آتا ہے) میں بہت فتوحات ہوئیں۔ ان کے ایک ممتاز جرنیل عقبہ بن نافع نے لیبیا، الجزائر اور مراکش کے علاقوں کو فتح کیا اور بحر ظلمات (بحر اوقیانوس) کے ساحل تک جا پہنچا۔ آگے ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آیا۔ عقبہؒ آگے بڑھے اور تلوار سونت کر گھوڑے کو سمندر میں ڈال کر اللہ تعالیٰ کے ہاں یوں عرض گزار ہوئے: "اے اللہ! یہ سمندر اگر میرے راستے میں حائل نہ ہو جاتا تو جہاں تک زمین ملتی، میں تیری راہ میں جہاد کرتا چلا جاتا"۔

انہی فتوحات کی خوشی میں علامہ اقبال اپنے اسلاف کا نام فخریہ طور پر لیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

دشت تو دشت، دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیے گھوڑے ہم نے

بنابریں یزید کو شرابی، کبابی کہنے والوں کو توبہ و استغفار کرنی چاہیے کہ وہ ایک جلیل القدر تابعیؒ کو دشمنان صحابہؓ کے پروپیگنڈہ سے متاثر ہو کر کس طرح بدنام کر کے اپنی آخرت کو برباد کر رہے ہیں۔ سوچنے کا مقام ہے کہ جس خوش بخت انسان (امیر لشکر جہاد قسطنطنیہ) کو لسان نبوتؐ (یعنی اللہ کے آخری نبیؐ کے بارے میں قرآن کا ارشاد ہے کہ ایک حرف بھی آپ کے دہن مبارک سے ایسا نہیں نکلتا جو کہ خواہش نفس پر مبنی ہو بلکہ وہ اللہ کی بھیجی وحی اور اس کے حکم کے مطابق ہوتا ہے۔ سورۃ النجم، آیت ۳ اور ۴) نے جنت کی بشارت دی ہو تو اُسے آپ کس منہ سے جہنمی یا ملعون و مردود قرار دے سکتے ہیں؟ توبہ و تائب ہونے میں ہی نجات ہے!

آخر میں التماس ہے کہ عشرہ محرم کی محافل و تقریبات میں آپ صحیح اور مستند احادیث کے مقابلے میں من گھڑت اور جھوٹی تاریخی روایات کی تردید کریں کیونکہ یزید کی بریت مندرجہ بالا تین مستند احادیث (ستاروالی) سے ثابت ہے، وما علینا الا البلاغ

نوٹ: فرمان نبویﷺ الدین النصیحۃ (یعنی دین نام ہے نصیحت کا) کے تحت یہ مکتوب آپ کو خیر خواہی کے جذبہ سے ارسال کیا جا رہا ہے۔ پھر بھی اگر میری کوئی بات آپ کو ناگوار گزرے تو معذرت کا طلب گار ہوں۔ مگر حق بات آپ تک پہنچانا میرا فرض بنتا تھا۔ وما توفیقی الا باللہ۔ اگر آپ میری گزارشات سے متفق ہوں تو اس کی فوٹو کاپیاں بنوا کر دوسرے علمائے کرام، اہل علم حضرات اور افسران بالا تک پہنچائیں تا کہ رفض کے دجل و فریب کا خاتمہ ہو۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء